مولانا محمد جعفر پھلواردی

(اساطینِ اسلام)

عبدُاللہ بن مبارک

ہمارے لٹریچر میں ایسے محدثوں، فقیہوں، مفسروں اور دوسرے اہلِ علم کا ذکر بطور حوالہ یا ضمناً آجاتا ہے جن کی شخصیت سے عموماً لوگ ناواقف ہوتے ہیں۔ کم از کم ہمیں یہ ضرور معلوم ہونا چاہیے کہ جن کا ذکر ہو رہا ہے وہ کس صدی کے ہیں؟ ان کا سنہ ولادت و سنہ وفات کیا ہے؟ ان کے مختصر حالاتِ زندگی کیا ہیں؟ ان کی علمی و دینی خدمات کیا ہیں؟ ان کے معاصرین اور بعد کے اہلِ علم کی ان کے بارے میں کیا آرا ہیں؟ وغیرہ وغیرہ۔ اس سلسلے میں مولانا محمد جعفر پھلواردی کے کئی مضامین ہمارے ماہنامے میں شائع ہو چکے ہیں اور آئندہ بھی یہ سلسلہ جاری رہے گا۔ (مدیر)

ہمدان کے ایک تاجر کے پاس ایک ترک غلام تھا جس کا نام "مبارک" بن واضح تھا۔ یہ تاجر بنی تمیم کی ایک شاخ بنی حنظلہ سے تعلق رکھتا تھا۔ اس لیے ولائی نسبت سے مبارک کو بھی حنظلی کہتے ہیں۔ کسی قبیلے کے مولا کو اسی قبیلے کی طرف منسوب کرنا عرب کا ایک عام دستور ہے۔ مبارک دراصل مرو کے رہنے والے تھے۔ اس لیے اُنھیں مروزی بھی کہتے ہیں۔ یہ ابتداءً اپنے مولا (حنظلی تاجر) کے باغ کے نگران مقرر ہوتے تھے۔ لیکن کچھ عرصے کے بعد اس کے داماد بن گئے۔ ان کا دلچسپ واقعہ شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی نے "بستان المحدثین" میں یوں لکھا ہے کہ ایک روز تاجر نے مبارک سے کہا کہ باغ سے ایک میٹھا انار توڑ کر لے آؤ۔ وہ انار لائے تو وہ ترش نکلا۔ تاجر نے کہا: میں نے تم سے میٹھا انار لانے کو کہا تھا اور تم ترش انار لے آئے۔ مبارک نے کہا: کھٹے اور میٹھے انار کا فرق تو وہی بتا سکتا ہے جس نے مختلف درختوں کے انار چکھے ہوں۔ اس نے پوچھا: تم اتنے دنوں سے باغ کے محافظ ہو۔ تم کو ابھی تک یہ نہیں معلوم کہ کس درخت کا انار ترش ہے اور کس کا شیریں؟ مبارک نے جواب دیا: "آپ نے مجھے باغ کا نگران مقرر کیا ہے اور نگرانی کا فرض میں پوری طرح ادا کر رہا ہوں۔ آپ نے مجھے انار چکھنے کی اجازت تو نہیں دی تھی۔" تاجر کو مبارک

کی یہ دیانت و امانت اس قدر بھائی کہ اس نے باغ کی خدمت دوسرے آدمی کے سپرد کر دی اور مبارک سے کہا کہ تم میری ہم نشینی کا کام کرو اور میری مجلس میں بیٹھا کرو۔

ابن خلکان نے "وفیات الاعیان" میں اور طرطوشی نے "سراج الملوک" میں اسے ابراہیم بن ادہم کا واقعہ بتایا ہے۔ اس کی دو وجہیں ہو سکتی ہیں۔ ایک یہ کہ کئی اشخاص کے ساتھ ایک ہی قسم کا واقعہ بھی پیش آسکتا ہے۔ دوسرے یہ کہ ایک کا واقعہ دوسرے کی طرف منسوب ہو جانا بھی کوئی بعید از قیاس چیز نہیں۔ "لوکشف الغطاء ما ازددت یقینا" کو جمہور اہل علم حضرت علیؓ کا قول بتاتے ہیں اور امام غزالی اسے "المنقذ من الضلال" میں حضرت عامر بن عبداللہ کا قول بتاتے ہیں۔

(بستان المحدثین میں شاہ عبد العزیز محدث دہلویؒ لکھتے ہیں کہ ایک دن اس تاجر نے مبارک سے اپنی جوان لڑکی کے رشتے کے بارے میں مشورہ کیا تو مبارک نے کہا کہ: "عرب ایام جاہلیت میں حسب نسب کو دیکھتے تھے۔ یہودی مال و دولت کو اور نصاریٰ حسن و جمال کو پیش نظر رکھتے ہیں اور اسلام میں دین کو ملحوظ رکھنا پسند کیا گیا ہے۔ اب یہ آپ کی خوشی ہے کہ جس چیز کو چاہیں پیش نظر رکھ کر اس کی شادی کر دیں"۔ تاجر کو مبارک کی یہ عاقلانہ گفتگو بڑی پسند آئی۔ وہ اندر گیا اور اپنی بیوی سے مبارک کی یہ گفتگو دہراتے ہوئے کہا کہ: "مبارک اگرچہ مولا (غلام) ہے مگر اس کی دینداری، تقویٰ اور خشیت الٰہی کو دیکھنے کے بعد میں اسی سے اپنی لڑکی کا نکاح کر دینا چاہتا ہوں"۔ اس کی بیوی اس پر راضی ہو گئی اور لڑکی کو مبارک کی زوجیت میں دے دیا۔ انہی مبارک بن واضح کے صلب اور اسی لڑکی کے بطن سے ایک مبارک فرزند عبداللہ بن مبارک ۱۱۸ یا ۱۱۹ھ میں پیدا ہوئے[1]۔ اپنے خسر کی وفات کے بعد مبارک کی بیوی کو کافی زر و مال وراثت میں ملا۔

دولت ہاتھ آئی تو مبارک تو اپنے تقوے اور دینداری پر قائم رہے لیکن یہ عام طور پر دیکھا گیا ہے کہ ایسی مفت کی دولت ہاتھ آنے کے بعد اولاد عیش و طرب میں پڑ جاتی ہے۔ عبداللہ بن مبارک بھی ابتداءً اسی قسم کے عیش میں مبتلا رہے۔ ابو عبداللہ بن حماد اپنی تاریخ "مختصر المدارک" میں لکھتے ہیں کہ آغاز جوانی میں حضرت عبداللہ بن مبارک نبیذ پیتے اور اپنے ہم مشربوں کی صحبت میں

[1] مگر دوسرے اہل علم ابن مبارک کی والدہ کو خوارزمی بتاتے ہیں۔ (عمدۃ الرعایہ ص ۳۲)

چنگ و سرود سے دلچسپی لیا کرتے تھے۔ ایک دن جبکہ باغ پکے ہوئے سیبوں سے لدا ہوا تھا اپنے یاروں کو باغ میں بلوایا۔ پُر تکلف کھانے کھائے گئے۔ جام شراب کے دور چلے اور سب نشے میں غفلت کی نیند سو گئے۔ صبح سے پہلے آنکھ کھُلی تو عبداللہ نے چنگ کو مضراب سے چھیڑنا شروع کیا۔ مگر کوئی آواز نہ پیدا ہوئی۔ خود اس کے ماہر تھے اس لیے تاروں کو درست کیا۔ پھر بھی آواز نہ نکلی۔ اس کے بعد چنگ سے آواز آئی: الم یأن للذین اٰمنوا ان تخشع قلوبھم لذکر اللہ وما نزل من الحق (کیا اہل ایمان کے لیے ابھی وقت نہیں آیا ہے کہ ان کے دل ذکر الٰہی اور حق کے سامنے جھک جائیں؟) بس عبداللہ بن مبارک کی چشم بصیرت کھل گئی۔ انھوں نے چنگ توڑ ڈالا۔ شراب بہا دی اور اپنے رنگین و منقش کپڑے پھاڑ ڈالے۔ طبیعت کا رُخ یکسر بدل گیا۔ طلب علم اور زہد و عبادت کی طرف ساری توجہ منعطف ہو گئی۔

طبقات کدوی میں ان کے بدل جانے کا واقعہ یوں لکھا ہے کہ جب عبداللہ اس محفل میں سو گئے تو خواب میں ایک پرندے کو دیکھا کہ درخت کی شاخ پہ بیٹھا خوش الحانی سے مذکورۂ بالا آیت کی تلاوت کر رہا ہے۔

(شاہ عبدالعزیز "بستان المحدثین" میں فرماتے ہیں کہ ممکن ہے دونوں باتیں ٹھیک ہوں۔ یعنی خواب میں پرندے کو یہ آیت پڑھتے بھی دیکھا ہو اور صبح چنگ کی آواز نے اسے مزید پکا بھی کر دیا ہو۔

(ہمارا خیال ہے کہ خواب تو بالکل صحیح ہو سکتا ہے لیکن چنگ سے تلاوتِ آیت کی آواز صرف مجاز ہے۔ یعنی چنگ نے زبانِ حال سے وہی آواز نکالی جو خوش آواز پرندے نے خواب میں نکالی تھی اور اسے حضرت عبداللہ نے گوشِ حقیقت نیوش سے سنا۔ اس میں دیومالائی انداز کی کوئی خاص ضرورت نہیں۔

بہر کیف اللہ تعالیٰ جب ہدایت دینا چاہتا ہے تو معمولی سے معمولی چیز کو بھی بہانہ بنا دیتا ہے۔

((عبداللہ بن مبارک نے سب سے پہلے امام اعظم ابو حنیفہ النعمان بن ثابت کے سامنے زانوئے شاگردی تہ کیا اور تفقہ کے نکات یہیں حاصل کیے۔ جب امام اعظم کی وفات ہو گئی تو مدینہ منورہ

پہنچ کر امام مالک بن انس کی شاگردی اختیار کی۔ یہی وجہ ہے کہ ابن مبارک کے اجتہادات حنفیت اور مالکیت، دونوں کا سنگم ہے۔ یہی وجہ ہے کہ محدثین ان کو محدث شمار کرتے ہیں۔ حنفیہ حنفی سمجھتے ہیں اور مالکیہ انھیں مالکی تصور خیال کرتے ہیں۔

عبداللہ بن مبارک کی زندگی بڑی جامع قسم کی زندگی ہے۔ ان کی عمر کا بڑا حصہ سفر میں گزرا۔ یعنی کبھی سفر حج میں ہیں تو کبھی سفر جہاد میں اور کبھی تجارتی کاروبار کے لیے بلادِ اسلامیہ میں گھوم رہے ہیں اور ساتھ ہی کبار تابعین و تبع تابعین سے علم حدیث بھی حاصل کر رہے ہیں۔ ان کے شیوخ حدیث ہیں امام مالک، سفیان ثوری، سفیان بن عُیینہ، ہشام بن عروہ، عاصم احول، سلیمان تیمی، حُمید طویل اور خالد حذّاء وغیرہ ہیں اور جو محدثین ان کے شاگرد ہیں۔ ان میں عبدالرحمٰن بن اسدی، یحییٰ بن مَعین۔ ابوشیبہ کے دو فرزند ابوبکر اور عثمان، امام احمد بن حنبل اور حسن بن عرفہ جیسے لوگ ہیں۔ خود ابن مبارک کا قول ہے کہ: میں نے چار ہزار شیوخ سے روایتیں لی ہیں۔ لیکن میں ان میں سے فقط ایک ہزار شیوخ سے روایت کرتا ہوں۔

حیرت کی بات یہ ہے کہ سفیان ثوری جو ان کے شیوخ میں ہیں۔ انھوں نے بھی ابن مبارک سے حدیث لی ہے۔ سفیان ثوری کا کمال علمی ناقابلِ انکار ہے۔ اس کے باوجود ان کا کہنا ہے کہ: "میں نے بڑی کوشش کی کہ پورے سال میں تین شب و روز اس انداز سے گذاروں جیسی عبداللہ بن مبارک ہمیشہ گذارتے ہیں لیکن میں اس میں کامیاب نہ ہوسکا۔" کبھی کہتے کہ کاش! میری ساری عمر عبداللہ بن مبارک کے صرف تین شب و روز کے برابر ہوجاتی۔" حسن بن شفیق کہتے ہیں کہ ایک روز میں اور عبداللہ دونوں نماز عشا کے بعد مسجد سے باہر آئے۔ وہ گھر جانا چاہتے تھے کیونکہ رات بڑی سرد تھی۔ دروازے پہ پہنچ کر میں نے ایک حدیث کا ذکر چھیڑ دیا۔ ابن مبارک نے وہیں کھڑے کھڑے جواب دینا شروع کیا اور وہ رات اس طرح گذر گئی کہ مؤذن نے آکر فجر کی اذان دے دی۔

ان کی خدا ترسی اور رقتِ عباد کا ایک عجیب واقعہ یہ ہے کہ مرو سے شام تک صرف اس اس غرض سے گئے کہ ایک شامی سے عاریتہً قلم لیا تھا جو واپس کرنا بھول گئے تھے اور وہ

قلم شام سے مرو ساتھ آگیا تھا۔ اس معمولی سی بات کی وجہ بیان کرتے ہوئے آپ نے کہا کہ: شبہے والا ایک درہم واپس کرنا راہِ خدا میں ہزار درہم صدقہ کرنے سے زیادہ بہتر ہے۔" ان کا ایک دستور یہ تھا کہ جب حج کو جاتے تو بہت سے لوگ ساتھ ہو جاتے۔ یہ سبھوں سے نقد و جنس بطور زادِ راہ قبول کر لیتے اور ہر ایک کا نام مع رقم و جنس لکھ لیتے اور جب حج سے واپس آتے تو ہر ایک کو اس کی نقدی و جنس واپس کر دیتے۔ لوگوں نے اس کی وجہ دریافت کی تو بتایا کہ اگر میں سفرِ حج سے پہلے ہی انہیں واپس کر دیتا تو یہ میرے ساتھ نہ جانے اور سعادت حج سے محروم رہ جاتے۔ لیکن رقم وغیرہ قبول کر لینے کے بعد انھیں یہی خیال رہتا ہے کہ وہ کسی پر بار نہیں اور اپنا کھا رہے ہیں۔ نیز اس میں میرا فائدہ یہ ہے کہ میں اللہ کے لیے ان سب پر زرِ کثیر خرچ کر دیتا ہوں۔ انھیں اگر پہلے ان کی رقمیں واپس کر دیتا تو خود میں ایک عملِ خیر سے محروم رہ جاتا۔" حج سے واپسی پہ یہ اپنے احباب کے لیے بے حساب تحفے لاتے اور یہ سارے اخراجات اپنے مال تجارت سے کرتے۔ ان کے والد نے ایک بار انھیں پچاس ہزار درہم تجارت کے لیے دیئے۔ انھوں نے یہ ساری رقم علم حدیث کی تحصیل میں لگا دی اور وطن واپس آئے۔ والد نے پوچھا کیا کچھ مال و منافعہ ساتھ لائے ہو؟ انھوں نے اپنے تمام کاغذات و مسودات کے پلندے دکھاتے ہوئے کہا کہ یہ نفع دارین ساتھ لایا ہوں۔" والد کا چہرہ خوشی سے دمک اٹھا۔ اندر گئے اور مزید چھ ہزار درہم لا کر سامنے رکھ دیئے اور کہا کہ اسے بھی اپنی اسی تجارت (حصولِ علم) میں لگا کر اسے مکمل کر لو۔" کہتے ہیں کہ ایک جگہ بہت سے اہلِ علم یکجا ہوئے جن میں علم فقہ، ادب، لغت، زہد، شعر، فصاحت، حدیث، شب بیداری، تہجد گذاری، حج، جہاد، شہ سواری، اسلحہ حرب، لایعنی باتوں سے اجتناب، حسنِ معاشرت احباب اور احباب کی مخالفت سے گریز اور دوسری صفاتِ حسنہ وغیرہ کا ذکر آیا۔ یہ خوبیاں رکھنے والے ائمہ فن موجود تھے۔ ان میں سے ہر ایک نے اپنے فن میں ابن مبارک کو امام تسلیم کیا اور ان کے تفوق کا اعتراف کیا۔ قتیبہ بن سعید بلخی کا قول ہے کہ: ہمارے دور کے بہترین انسان عبداللہ بن مبارک ہیں (اور ان کے بعد احمد بن حنبل ہیں)" انتہا یہ ہے کہ بڑے بڑے بزرگانِ کرام ان کی محبت کو تقربِ الٰہی کا ذریعہ سمجھتے تھے۔ ذہبی جو مشہور شیخ الحدیث ہیں اور

ملہ بالکل اسی قسم کا واقعہ حضرت ابراہیم بن ادہم کے متعلق بھی منقول ہے۔

غالباً یہ واقعہ شبلی نعمانی نے سیرت النعمان میں لکھا ہے؟

بڑے بزرگوں میں شمار ہوتے ہیں۔ کہتے ہیں کہ: میرے اور عبداللہ بن مبارک کے درمیان اجازت حدیث کے چھ واسطے ہیں اور میرے لیے یہی سب سے اعلیٰ سند ہے۔ میں ان سے قلبی محبت رکھتا ہوں اور امید رکھتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے انھیں جو تقویٰ، عبادت، اخلاص، جہاد، وسعت علم انفاق، ہمدردی، شجاعت اور دوسری صفاتِ حمیدہ سے نوازا ہے۔ اس کی برکتیں مجھے بھی ان کی محبت سے حاصل ہوں گی۔"

ابن مہدی کا قول ہے کہ امام تو چار ہیں۔ مالک بن انس، سفیان ثوری، حماد بن زید اور ابن مبارک۔" احمد بن حنبل کہتے ہیں کہ: "ابن مبارک سے زیادہ طلبگارِ علم ان کے دور میں کوئی نہ تھا۔" یحییٰ بن معین کہتے ہیں کہ: یہ ثبت و ثقہ تھے اور ان کی مرویات بیس ہزار ہیں۔"

ایک دن حضرت ابن مبارک رقہ تشریف لے گئے۔ اتفاق سے وہاں ہارون رشید بھی موجود تھے۔ ابن مبارک کی خبرِ آمد سن کر ایک انبوہِ کثیر ان کی زیارت کے لیے ٹوٹ پڑا۔ شور سن کر ہارون کی ایک کنیز نے بالاخانے سے دریافت کیا کہ یہ شور و غوغا کیسا ہے؟ لوگوں نے بتایا کہ خراسان سے ایک عالمِ دین آیا ہوا ہے جس کا نام عبداللہ بن مبارک ہے۔ اس کنیز کی زبان سے بیساختہ نکلا کہ: بادشاہی کا مرتبہ دراصل اس شخص کو حاصل ہے نہ کہ ہارون کو جو ڈنڈے کے زور سے لوگوں کو یکجا کرتا ہے۔"

یہ واقعہ ابن خلکان نے اشعث بن شعبہ فصیصی کے واسطے سے "کتاب النصوص علی مراتب اہل الخصوص" سے نقل کیا ہے۔

«فضیلؒ بن عیاض کہتے ہیں کہ رب کعبہ کی قسم میری آنکھوں نے ابن مبارک جیسا انسان نہیں دیکھا ہے" ایک دن طلبائے علم حدیث ان کے پاس آئے اور کہا۔ اے عالم مشرق! ہمیں حدیث سنائیے۔ سفیان ثوری وہاں بیٹھے تھے۔ انھوں نے کہا: تمھارا ناس ہو۔ تم انھیں عالم مشرق کہتے ہو اگر تم میں سمجھ ہو تو انھیں "عالم مشرق و مغرب وما بینہما" کہو۔

خطیب بغدادی کہتے ہیں کہ ان کے فنِ حدیث کے عجائب میں ایک بات یہ ہے کہ ابن مبارک سے دو آدمی۔ معمر بن راشد اور حسین بن داؤد۔ روایت کرتے ہیں اور ان دونوں راویوں میں ایک سو تینتیس ۱۳۳ سال کا زمانی فرق ہے۔

معاویہ ۴۳ رضی اللہ

عبداللہ بن مبارک

ابوعلی غسانی کا بیان ہے کہ بعض لوگوں نے عبداللہ بن مبارک سے پوچھا کہ: جناب معاویہ بن ابی سفیان اور جناب عمر بن عبدالعزیز میں کون افضل ہے؟ ابن مبارک نے جواب دیا: آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ہمراہی میں جو غبار معاویہ کی ناک میں گیا وہ بھی عمر بن عبدالعزیز سے ہزار درجے بہتر ہے۔ معاویہ نے حضورؐ کے پیچھے نماز ادا کی اور جب حضور نے سمع اللہ لمن حمدہ کہا تو معاویہ نے ربنا لک الحمد کہا۔ اس کے بعد اور کیا چاہیئے ہو؟

ابن مبارک اکثر یہ دو شعر بہت پڑھا کرتے تھے۔

اذا صاحبت فاصحب ماجداً ذا عفاف وحیاء وکرم

قولہ للشئی لا ان قلت لا واذا قلت نعم قال نعم

"یعنی اگر تم کسی کی صحبت اختیار کرو تو ایسے بزرگ کی صحبت اختیار کرو جو صاحب عفاف، باحیا اور سخی ہو۔ اگر تم نہیں کہو تو وہ بھی نہیں کر دے اور جب ہاں کہو تو وہ بھی ہاں کہہ دے"۔

مندرجہ ذیل شعر عبداللہ بن مبارک کے ہیں ؂

اری اناباً فی الذین قد قنعوا ولا اراهم رضوا فی العیش بالدون

فاستغن باللہ عن دنیا الملوک کما استغنی الملوک بدنیاهم عن الدین

یعنی میں بعض لوگوں کو دیکھتا ہوں کہ دین کے بہت معمولی حصے پر قناعت کر لیتے ہیں لیکن ان کو زندگی میں معمولی چیز پر رضامند ہوتے نہیں پایا۔

فرماں رواؤں کی دنیا سے بے نیاز ہو کر تم یوں خدا سے پیوستہ ہو جاؤ جس طرح یہ فرمانروا دین سے بے نیاز ہو کر دنیا سے وابستہ ہو گئے ہیں۔

مندرجہ ذیل اشعار بھی عبداللہ بن مبارک کے ہیں:

قد یفتح المرء حانوتاً لمتجرہ وقد فتحت لک الحانوت بالدین

انسان اپنی تجارت کے لیے دوکان کھولتا ہے اور میں نے تمھارے لیے دین کی دکان کھول دی ہے:

بین الاساطین حانوت بلا غلق تبتاع بالدین اموال المساکین

ان ستونوں کے درمیان ایک ایسی بے سہارا دوکان ہے جہاں تم دین کے ذریعے غریبوں کا مال خریدتے ہو

صیرت دینک شاھینا تصید بہ   ولیس یفلح اصحاب الشواھین

"تم نے دین کو ایسا شاہین بنا رکھا ہے جس سے شکار کھیلتے ہو، حالانکہ شاہین والے فلاح نہیں پاتے۔"

حضرت ابن مبارک کے بعض ہم عصر شاعروں کے یہ اشعار ہیں جو ابن مبارک کی مدح میں ہیں:

اذا سار عبد اللہ من مرو لیلۃ   فقد سار عنھا نورھا وجمالھا

"جب عبداللہ بن مبارک مرو سے ایک رات کے لیے بھی چلے جاتے ہیں تو وہاں سے اس کا نور اور جمال بھی رخصت ہو جاتا ہے۔"

اذا ذکر الاخیار فی کل بلدۃ   فھم انجم فیھا وانت ھلالھا

"کسی شہر میں جب اخیار کا ذکر ہوتا ہے تو وہ سب ستارے اور آپ چاند معلوم ہوتے ہیں۔"

ابن مبارک کا یہ قول بڑا قیمتی ہے کہ "ہم نے علم تو دنیا کے لیے حاصل کیا تھا لیکن اسی علم نے ہمیں ترک دنیا کی راہ دکھائی۔" حصول علم کے لیے آپ کی یہ نصیحت بھی بڑی قیمتی ہے کہ: علم اولاً تو صحیح نیت سے حاصل کرنا چاہیے۔ پھر ثانیاً استادوں کا درس پوری توجہ سے سننا چاہیے۔ پھر ثالثاً اسے اچھی طرح سمجھنا اور پھر رابعاً اسے یاد کر لینا چاہیے۔ اس کے بعد خامساً اپنے شاگردوں میں اسے پھیلانا چاہیے۔ جو شخص ان پانچ شرطوں میں سے کسی ایک کو بھی چھوڑ دے گا وہ علم سے نقصان اٹھائے گا۔" ان کا یہ بھی قول ہے کہ: میں نے چار ہزار حدیثوں میں سے چار باتیں حاصل کی ہیں۔ ایک یہ کہ دنیا کے مال و دولت سے غلط فہمی اور فریب میں مبتلا ہونا چاہیے۔ دوسرے یہ کہ جس چیز کو معدہ ہضم نہ کر سکے خواہ وہ مقدار کی وجہ سے ہو یا ثقالت کی وجہ سے ہو اسے شکم میں ڈالنا ہی نہیں چاہیے۔ تیسرے یہ کہ علم اتنا ہی حاصل کرنا چاہیے جو نفع بخش ہو، چوتھے یہ کہ عورت پر کسی معاملے میں اعتماد نہیں کرنا چاہیے۔

جب آپ کی وفات کا وقت آیا اور علامت موت ظاہر ہونے لگی تو آپ نے اپنے خادم سے (جن کا نام نصر تھا اور جن کا شمار معتبر راویان حدیث میں بھی ہے) کہا کہ: "مجھے بستر سے نیچے اُتار کر زمین پر ڈال دو۔" نصر رونے لگے تو آپ نے رونے کی وجہ پوچھی۔ نصر نے کہا کہ آپ کی شوکت و ثروت یاد آ رہی ہے اور اس مسافرت میں بے کسی کی موت مرتے دیکھ کر مجھے

لاتا آرہا ہے۔" آپ نے کہا: "خاموش ہو جاؤ۔ میں خدا سے دعا کرتا رہا ہوں کہ میری زندگی دولت مندوں جیسی ہو۔ اور موت فاک نشینوں جیسی ہو۔" اس وقت آپ ایک جہاد سے واپس آ رہے تھے اور قصبۂ "ہیت" میں، جو مضافات موصل میں ہے بیمار ہو کر وفات پائی۔ یہ رمضان کا مہینہ اور سنہ ۱۸۱ھ تھا۔ "ہیت" انبار کے اوپر فرات کے کنارے واقع ہے۔

عبداللہ بن مبارک کو اپنے استاد اول یعنی امام اعظم ابو حنیفہ النعمان بن ثابت سے جو عقیدت تھی اس کا اندازہ ان اشعار سے کیا جا سکتا ہے جو آپ نے امام اعظم کی شان میں کہے ہیں۔ یہ اشعار صاحب در مختار نے نقل کیے ہیں۔

لقد زان البلاد ومن علیها ۔ امام المسلمین ابو حنیفہ

باحکام و آثار و فقہ ۔ کآیات الزبور علی الصحیفہ

امام المسلمین ابو حنیفہ نے دنیا اور اہل دنیا کو احکام و آثار و فقہ سے اس طرح آراستہ کر دیا ہے جیسے قرآن کے حاشیے پر زبور کی آیتیں لکھی ہوئی ہوں)

فما فی المشرقین لہ نظیر ۔ ولا بالمغربین ولا بکوفہ

ان کی مثال کوفے میں کیا شرق و غرب میں کہیں نہیں

اماما صاد فی الاسلام نورا ۔ امیناً للرسول وللخلیفہ

اسلام میں یہ امام اور نور ہیں۔ رسول کے بھی امین ہیں اور خلیفہ کے بھی

یبیت مشمراً اسھر اللیالی ۔ وصام نہارہ للہ خیفہ

شب زندہ دار تھے اور اللہ کے خوف سے صائم النہار بھی تھے۔

وصان لسانہ عن کل افک ۔ ومازالت جوارحہ عفیفہ

وہ اپنی زبان کو ہر دروغ سے بچاتے رہے اور ان کے اعضا ہمیشہ پاکباز رہے

یعف عن المحارم والملاھی ۔ ومرضاۃ الالہ لہ وظیفہ

حرام اور لہو سے محفوظ رہے اور ان کا وظیفہ رضائے خداوندی رہا۔

فمن کابی حنیفۃ فی علاہ ۔ امام للخلیقۃ والخلیفہ

ابو حنیفہ جیسا بلند کردار کون ہے؟ وہ ساری مخلوق اور خلیفہ کے امام ہیں

X ابو حنیفہ کا مشہور قول (حدیث اور یمین)

العارف جولائی ۱۹۶۹ ۴۶

رأیت العائبین لہ سفاہا خلاف الحق مع حجج ضعیفہ
ان پر نکتہ چینی کرنے والے بے وقوف ہیں جو حق کے خلاف کمزور دلیلیں لاتے ہیں
وکیف یحل ان یوذی فقیہ لہ فی الارض آثار شریفہ
ایک ایسے فقیہ کو ستانا کیسے روا ہوسکتا ہے جس کے اعلیٰ آثار زمین پر موجود ہیں
وقد قال ابن ادریس مقالا صحیح النقل فی حکم لطیفہ
بان الناس فی فقہ عیال علی فقہ الامام ابی حنیفہ
امام شافعی نے بڑی حکمت کی بات کہی ہے اور نقل صحیح سے وہ پہنچی ہے کہ تمام ارباب فقہ امام ابو حنیفہ کی فقہ کے عیال ہیں۔
فلعنۃ ربنا اعداد رمل علی من ردّ قول ابی حنیفہ
لہٰذا جو ابو حنیفہ کا قول رد کرے اس سے خدا سمجھے۔

یہاں لفظ "لعنت" کا ترجمہ ہم نے اردو محاورے کے مطابق کیا ہے کہ "خدا اسے سمجھے"۔ اس کو حقیقت پر محمول کر کے اس کے جواز و عدم جواز پر اعتراض کرنا اور اس کا جواب دینا غیر ضروری ہے اور سخن فہمی کے ساتھ بے انصافی ہے۔ مولانا عبدالحی فرنگی محلی نے عمدۃ الرعایہ کے مقدمے صہ ۳۳ میں اس لفظ پر اعتراضات کا معقول جواب دیا ہے جس کو نقل کرنے کی یہاں ضرورت نہیں۔ خصوصاً جبکہ خود امام اعظم فرماتے ہیں کہ "میرا قول اگر کتاب و سنت کے خلاف پاؤ تو اسے دیوار پر دے مارو"۔ X

حضرت عبداللہ بن مبارک کا ذکر جن کتابوں میں موجود ہے ان میں قابلِ ذکر یہ کتابیں ہیں:

تہذیب الاسماء والانساب (للنووی) ج اول صہ ۲۸۵، صہ ۲۸۷، الفہرست (لابن الندیم) ج صہ ۲۸۸، حلیۃ الاولیا (لابی نعیم) ج ۸ صہ ۱۶۲ تذکرۃ الحفاظ (للذہبی) ج ۱ صہ ۲۵۳، صہ ۲۵۷۔ تراجم الرجال (للبغدادی) صہ ۲۱۔ الجواہر المضیئۃ (للقرشی) ج ۱، صہ ۲۸۱، صہ ۲۸۲، کشف الظنون (لحاجی خلیفہ) صفحات ۷۵، ۹۱۱، ۱۴۱۰، ۱۴۲۲۔ ہدیۃ العارفین (للبغدادی) ج ۱ صہ ۴۳۸ تاریخ دمشق (للخطیب البغدادی) اتحاف النبلاء للنواب صدیق حسن صہ ۲۷۱ تا صہ ۲۷۵۔

مقدمہ عمدۃ الرعایہ (لعبدالحی الفرنجی محلی) ص۳۲، ص۳۳ - وفیات الاعیان (لابن خلکان ج۲، ص
ابن مبارک کی تصانیف بھی بہت ہیں۔ زرکلی نے معجم المؤلفین ج۷ ص۱۰۴ میں چند
تصانیف کا ذکر کیا ہے جو یہ ہیں:-
کتاب الزہد۔ السنن فی الفقہ۔ کتاب التفسیر۔ التاریخ اور البر والصلہ۔

مقالات

از مولانا محمد جعفر پھلواروی

یہ کتاب مولانا محمد جعفر پھلواروی کے ان مضامین کا مجموعہ ہے جو وقتاً فوقتاً ماہنامہ ثقافت اور دیگر مجلات میں شائع ہوتے رہے ہیں۔ ان مضامین کی خصوصیت یہ ہے کہ ان میں پرانی باتیں نہیں دہرائی گئی ہیں، بلکہ نئے افکار، نئی تحقیقات اور نئے استدلال ہیں اور اجتہاد و فکر کا رنگ نمایاں ہے۔ اس مجموعہ میں تاریخی، دینی، فقہی، عقلی، ثقافتی ہر طرح کے مضامین شامل ہیں۔

قیمت: ۵۰ء ۱۰ روپے

اسلامی جمہوریت

از مولانا رئیس احمد جعفری

ملوک و سلاطین کا زمانہ گذر گیا اور موجودہ دور سلطانی جمہور کا زمانہ ہے۔ سوال یہ ہے کہ درحقیقت جمہوریت ہے کیا؟ اس کی تعریف کیا ہے؟ اس کے حدود و خصائص کیا ہیں؟ یہ کس طرح بروئے کار آتی ہے اور اس کا تحفظ کس طرح کیا جاتا ہے؟ دنیا نے اس کا جواب مختلف انداز میں دیا ہے لیکن اسلام نے جس جمہوریت کا خاکہ دنیا کے سامنے پیش کیا اور اس پر عمل کر دکھایا وہ اپنی نوعیت کے اعتبار سے بالکل منفرد اور یکتا ہے۔ اس کتاب میں تفصیل کے ساتھ اسلامی جمہوریت کی وضاحت کی گئی ہے۔ قیمت: ۹ روپے

پتہ: سکریٹری ادارہ ثقافت اسلامیہ، کلب روڈ لاہور